زبان کی حفاظت

محمد شفیق الرحمن، متعلم جامعہ

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں میں سے ایک بیش بہا اور عظیم نعمت زبان بھی ہے، یہی وہ عضوِ رئیسی ہے جس کی بنا پر انسان کو **"علّمہ البیان"** کا سنہری اعزاز اور باقی تمام مخلوقات پر ایک قسم کی فوقیت و برتری حاصل ہے، وہ زبان ہی ہے جس کے ذریعے محبت و نفرت، فکر و پریشانی، لطف و راحت، دِلداری و تسکین، ترغیب و ترہیب کا مکمل طور پر اظہار ممکن ہے۔

جسمِ انسانی کے اس مختصر سے عضو کے مادّی فوائد پر غور کریں تو دُنیا کا سارا لطف اسی پر منحصر نظر آتا ہے، چنانچہ ذائقہ خورد و نوش کا مدار و محور یہی زبان ہے اور اس کے بغیر سارے ذائقے پھیکے اور بے معنی معلوم ہوتے ہیں، اسی کے ایک بول سے دوست دُشمن اور دُشمن دوست بنتا ہے، اسی سے بڑے بڑے فتنے برپا اور اسی سے مسدود ہوتے ہیں۔ اور دینی اعتبار سے اس کی اہمیت و حیثیت کو دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ توحید و رسالت پر ایمان بھی زبانی اقرار کے بغیر معتبر نہیں (یعنی دُنیوی اعتبار سے) اور اسی کا ایک مختصر سا کلمہ متکلم کو جنت یا جہنم کا مستحق بنا دیتا ہے۔

جسمِ انسانی کے اعضائے رئیسہ میں سے دِل و دِماغ جو پورے جسم پر کنٹرول رکھتے ہیں اور جن پر انسان کے اچھے یا بُرے ہونے کا مدار ہے، ان کی اچھائی یا بُرائی بھی اسی زبان سے معلوم ہوتی ہے، یہ اچھے تو زبان بھی اچھی، یہ خراب تو زبان بھی خراب، چنانچہ مؤمن و کافر، مخلص و کینہ پرور، اور دوست و دشمن کی زبان میں فرق اسی وجہ سے ہے، نیز انسان کے منہ سے نکلی ہوئی بات اس کے معیارِ عقلی و اخلاقی اور شرافت و دنائت کا پتا بھی دیتی ہے، گویا زبان ایک کسوٹی ہے، جس سے انسان پرکھا اور سمجھا جاتا ہے۔

غرضیکہ زبان چونکہ ایک عظیم نعمتِ خداوندی ہے، اور قاعدہ ہے کہ تمام نعمتوں کو اسی طرح استعمال کرنا ضروری ہے جس طرح استعمال کرنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے، ورنہ نعمت کا غلط استعمال، نعمت کی ناقدری اور ناشکری کے زُمرے میں آتا ہے جو عذابِ شدید کا موجب ہے۔

اسی طرح زبان کے علاوہ جسم کے باقی تمام اعضاء سے بھی وہ کام لیں جس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ان السمع والبصر والفؤاد کل أولٰئک کان عنہ مسئولًا" (بنی اسرائیل:۳٦)

ترجمہ:... ''بے شک کان، آنکھ اور دِل ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارا ایک ایک بول محفوظ ہے، اور روزِ قیامت ان سب کا حساب دینا پڑے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ما یلفظ من قول اِلَّا لدیہ رقیب عتید" (ق:۱۸)

ترجمہ:... ''اور وہ (اِنسان) کوئی بات (زبان سے) نہیں نکالتا مگر اس کے پاس (لکھنے کو) ایک نگہبان تیار بیٹا ہے۔''

ہم بہت سی باتیں بے سوچے سمجھے کہہ جاتے ہیں، اور ہمیں خیال تک نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ ہمیں کہاں لے جارہا ہے؟ ایک مختصر سا کلمہ جنت پہنچادیتا ہے، اور بعض دفعہ وہی مختصر کلمہ جہنم کی راہ دِکھادیتا ہے۔

زبان کی حفاظت اور اس کا صحیح اِستعمال یہ ہے کہ جو لفظ بھی زبان سے نکالیں، اس کے انجام پر نظر رکھتے ہوئے خوب سوچ سمجھ کر نکالیں، بات کہیں تو سچی اور اچھی کہیں، ورنہ دینی اور دُنیوی لحاظ سے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

"لا خیر فی کثیر من نجواھم اِلَّا من أمر بصدقۃ أو معروف أو اصلاح بین الناس" (النساء:۱۱۴)

ترجمہ:... ''ان کے اکثر مشوروں میں کوئی بھلائی نہیں ہے، مگر یہ کہ جو حکم دے خیرات کا یا اچھی بات کا، یا لوگوں کے درمیان اِصلاح کرانے کا۔''

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرًا أو لیصمت"

(بخاری کتاب الادب ص:۹۰٦)

ترجمہ:... ''جو اللہ اور روزِ آخرت پر اِیمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ بات کہے تو اچھی کہے، ورنہ خاموش رہے۔''

بسیار گوئی بڑے بڑے فتنوں اور فساد کا ذریعہ بنتی ہے، اور ان کا خمیازہ بعض اوقات دُنیا میں ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ اکابر فرماتے ہیں کہ بات کہنے کی چار قسمیں ہیں:

۱:... جس میں سراسر نقصان ہو۔

۲:... جس میں نفع ونقصان دونوں ہوں۔

۴:...جس میں سراسر نفع ہو۔

گویا گفتگو اور باتوں میں تین چوتھائی نہ کرنے کے قابل ہیں، یہ وہی مفہوم ہے جو ''إلّا من أمر بصدقة أو معروف أو إصلاح بين الناس'' (النساء:۱۱۴) کی آیت سے سمجھ میں آتا ہے کہ صرف وہی بات کرنی چاہئے جس میں کوئی فائدہ بھی ہو۔ ایسی بات جس میں نہ دُنیوی منفعت ہو، نہ اُخروی تو وہ اس لئے پسندیدہ نہیں کہ وہ مسلمان کو اِسلام کے حسن سے محروم کردیتی ہے، چنانچہ اسی کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه" (ترمذی ج:۲ ص:۸۵)

ترجمہ:...''انسان کے اسلام کے حسن میں سے یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے۔''

زبان کو شرور وآفات سے بچانے کے لئے خاموشی سے بہتر کوئی چیز نہیں، اور یہ عقل مندی کی نشانی بھی ہے، کیونکہ عقل مند سوچتا زیادہ اور بولتا کم ہے۔ جو جتنا بولتا ہے، غلطیاں بھی اتنی ہی زیادہ کرتا ہے، اور جو سوچتا زیادہ، بولتا کم ہے، وہ غلطیاں بھی کم کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: **"من صمت نجا"** (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان، ص:۴۳۵)۔ یعنی جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی۔''

چنانچہ مشہور مقولہ بھی ہے کہ ''ایک چپ، سوسکھ''۔ ان تمام باتوں سے خاموشی کی فضیلت وبہتری ثابت ہوتی ہے، مگر یہ بہتری فضول ونقصان دہ باتوں کے مقابلے میں ہے، ورنہ تو اچھی بات کہنا خاموشی سے بھی بہتر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: **"الكلمة الطيبة صدقة"** (بخاری ص:۸۹۰)، ...''اچھی بات کہنا صدقہ ہے۔'' بات اچھی اور دُرست ہونے کے ساتھ ساتھ اندازِ گفتگو کا نرم، خوشگوار ہونا بھی ضروری ہے، بعض اوقات بات تو اچھی ہوتی ہے مگر لہجے کی سختی سے بُری معلوم ہوتی ہے:

جتنے بھی لفظ ہیں وہ مہکتے گلاب ہیں
لہجے کے فرق سے انہیں تو خار مت بنا

کوئی بھی کلمہ اچھا ہو یا بُرا، نرم ہو یا سخت، اپنا خوشگوار، یا بُرا اثر ضرور چھوڑتا ہے، بلکہ زبان کے بُرے اثر اور کاٹ کو تلوار ونیزے کی کاٹ سے بھی زیادہ اشد (سخت) قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ایک عربی شعر ہے:

جراحات السنان لها التيام
ولا يلتام ما جرح اللسان

ترجمہ:...''نیزے کے زخم تو بھر جاتے ہیں، مگر زبان کے لگے زخم نہیں بھرتے۔''

کہتے ہیں کہ جب نیک کام میں مشغولیت ہو تو گناہ خود بخود ختم ہوجاتے ہیں، تو زبان کے بھی ایسے نیک اعمال ومشاغل ہیں جن میں مشغول ہونے سے زبان آفات سے محفوظ ہوجاتی ہے، ان میں سے چند

نیک اعمال ومشاغل ہیں جن میں مشغول ہونے سے زبان آفات سے محفوظ ہوجاتی ہے، ان میں سے چند بڑے اعمال یہ ہیں: ۱:...اللہ تعالیٰ کا ذِکر، ۲:...تلاوتِ قرآن، ۳:...اللہ تعالیٰ کا شکر، ۴:...امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ ذِکر تو ایسا عمل ہے جو چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، لیٹے، باوضو وبے وضو، سفر وحضر، فراغت ومشغولیت ہر حال میں کیا جاسکتا ہے۔ زبان کی حفاظت کا یہ سب سے زیادہ اکسیر نسخہ ہے۔

اس موضوع پر چند آیات واَحادیث ترجمے کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱:۔ **"یٰٓأیها الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسٰی أن یکونوا خیرًا منهم، ولا نساء من نساء عسٰی أن یکن خیرًا منهنّ، ولا تلمزوا أنفسکم ولا تنابزوا بالألقاب، بئس لاسم الفسوق بعد الایمان، ومن لم یتب فأولٰئک هم الظّٰلمون"** (الحجرات:۱۱)

ترجمہ:... ''اے مؤمنو! ایک گروہ دُوسرے گروہ کا مذاق نہ اُڑائے، کیا عجب کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں کا (مذاق اُڑائیں) کیا عجب کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دُوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور باہم بُرے القاب سے نہ چڑاؤ، ایمان کے بعد گناہ، بُرا نام (لینا) ہے اور جو باز نہ آیا تو یہی لوگ ظالم ہیں۔''

۲:... **"ویل لکل همزة لمزة"** (الھُمزۃ: ۱)

ترجمہ:۔ ''خرابی (ہلاکت) ہے ہر طعنہ دینے والے اور عیب جوئی کرنے والے کے لئے۔''

۳:... **"ولا یغتب بعضکم بعضًا، أیحب أحدکم أن یأکل لحم أخیه میتًا فکرهتموه"** (الحجرات:۱۲)

ترجمہ:... ''اور تم میں سے کوئی ایک دُوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تو تم اس سے گھن کروگے۔''

۱:۔ **"عن انس بن مالک قال: لم یکن النبی ﷺ سبابًا ولا فاحشًا ولا لعانًا"** (بخاری ج:۲ ص:۸۹۱)

ترجمہ:... ''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ گالی دینے والے اور فحش گفتگو کرنے والے اور لعنت کرنے والے نہیں تھے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں ان گناہوں سے بچائے اور زبان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔